

## اذانِ مغرب اور نماز کے درمیان وقفہ کی مقدار

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان کے بعد نماز میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے اگر فاصلہ ہے تو از روئے شریعت اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں علماء احناف کا مفتی یہ قول کیا ہے؟ اور اکابر اہلسنت علماء دیوبند کا عمل اس بارے میں کیا ہے؟ یہ بھی بتائیں کہ لوگوں کے انتظار کے لیے اگر ۵ منٹ کا فاصلہ کر لیا جائے تو از روئے شریعت کیا اس کی اجازت ہے؟ اس بارے میں بازار کی مسجد اور محلے کی مسجد میں فصل کا کیا حکم ہے؟ بہر حال موجودہ حالات میں اذانِ مغرب اور نماز کے درمیان کتنے منٹ کا وقفہ ہونا چاہیے، تفصیل کے ساتھ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

سائل: ثکلیل احمد

دارالافتاء ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ

### الجواب واللہ الہادی الی الصواب

وفی التنویر و شرحہ: و تعجیل مغرب مطلقاً و تاخیرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیہاً۔ و قال العلامة الشامی تحت قوله مطلقاً ای شتاء و صیفاً ..... یکرہ تنزیہاً افادان المراد بالتعجیل ان لا یفصل بین الاذان و الاقامة بغير جلسة او سکتة علی الخلاف و ان ما فی القنیة من استثناء التأخیر القلیل معمول علی ما دون الركعتین و ان الزائد علی القلیل الی اشتباک النجوم مکروه تنزیہاً و ما بعده تحریمًا الا بعذر (ج ۱، ص ۳۴۳) ایضاً فی التنویر: و اخر المغرب الی اشتباک النجوم کرہ تحریمًا الا بعذر کسفر و کونه علی اکل۔ قال العلامة الشامی: هو الاصح ..... و الظاهر ان السنة فعل المغرب فوراً و بعده مباح الی اشتباک النجوم فیکرہ بلا عذر اه قلت ای یکرہ تحریمًا و الظاهر انه اراد بالمباح ما لا یمنع فلا ینا فی کراهة للتنزیہة (ج ۱، ص ۳۴۲، م مصری) و فی الهامش علی شرح النقایة: و یجلس فی کل صلوة بینهما ای بین الاذان و الاقامة الا فی صلوة المغرب فانه لا یجلس فیها بل یسکت بعد الاذان قائماً ساعة ثم یتیم و مقدار السکتة ما یتمکن فیہ من قرأة ثلث آیات قصار او ایه طویلة و قیل قدر ما یخط ثلث خطوات و عندا بیوسف و محمد یجلس فی المغرب ایضاً جلسة خفیفة مقدار ما یجلس للخطیب بین الخطبتین (ج ۱، ص ۱۳۵، مصری) و فی اعلاء السنن: عن سلمة رضى الله عنه قال کنا نصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم المغرب اذا توارت بالحجاب، رواه البخاری (ج ۱، ص ۷۹) قال شیخ المحدثین ای العلامة الفقیہ ظفر احمد العثماني تحت هذا الحديث: قلت الحديث يدل علی کون التعجیل فی المغرب سنة، فان سلمة رضى الله عنه بین عادتہ صلی الله علیه وسلم المستمرة فی صلوة المغرب و هی التعجیل و ما هو خلاف عادته صلی الله علیه وسلم فی مثل هذا الموضع فهو مکروه فثبت به کراهة التأخیر (ج ۲، ص ۴۰) ایضاً فی الاعلاء: قال النووی فی شرح المسلم ان تعجیل المغرب عقیب غروب الشمس مجمع علیہ (ج ۲، ص ۴۱)، ایضاً فی الاعلاء: قال المحدث الكبير لم یجتمع اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم علی شیء کاجتماعهم علی التنویر فی الفجر و التعجیل فی المغرب کذا فی جامع المسانید للامام الاعظم (ج ۱، ص ۲۹۵)، و فی الطبرانی: صلوا صلوة المغرب مع سقوط الشمس، مجمع الزوائد و رجال الطبرانی موثقون (ج ۲، ص ۴۰، اعلاء)

مذکورہ بالا عبارات سے درج ذیل امور مستفاد ہوئے:

(۱) موسم سرما ہو یا گرما نمازِ مغرب میں شرعاً تعجیل (جلدی پڑھنا) مسنون و مستحب ہے۔

(۲) دو رکعت کی مقدار سے لے کر آسمان پر ستاروں کے خوب ظاہر ہونے تک تاخیر مکروہ تنزیہی ہے، کما قال العلامة الشامی و الشیخ علامہ ظفر

احمد العثماني لحديث سلمة رضى الله عنه۔

(۳) جب ستارے خوب ظاہر ہو جائیں اس وقت تک نماز کی تاخیر مکروہ تحریمی ہے، کذا فی الشامیۃ۔

(۴) اگر کوئی شرعی عذر ہو جیسے سفر میں ہو یا کھانے وغیرہ کی شدت باعث تاخیر ہو تو دونوں کراہتیں مرتفع (اٹھ جائیں گی) ہوں گی اور نماز۔ مغرب کے اخیر وقت

میں بھی بلا کراہت جائز ہوگی، جبکہ مغرب کا کل وقت غروب آفتاب کے بعد ایک گھنٹہ تک ہے۔ (ملخصاً امداد الاحکام، ج ۱، ص ۶۰۶)

(۵) علامہ عثمانی قدس سرہ تعجیل مغرب کی تائید میں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح بخاری کے حوالہ سے لائے ہیں اور اس سے استدلال فرماتے ہیں کہ

حضرت سلمہ آنحضرت ﷺ کی ہمیشہ کی عادت مبارکہ نقل فرما رہے ہیں اور ہمیشہ کی عادت دلالت کرتی ہے کہ یہ تعجیل (جلدی پڑھنے) کا عمل سنت ہے، فلہذا ہمیشہ کی عادت کے خلاف کرنا کراہت سے خالی نہیں، کذا فی الشامیۃ۔

(۶) علامہ نووی رحمہ اللہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کو جلدی پڑھنے پر امت کا اجماع ہے۔

(۷) علامہ عثمانی رحمہ اللہ آخر میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جتنے دو وقتوں پر جمع ہوئے ہیں اتنے کسی اور موقع پر نہیں ہوئے، نمبر ۱: صبح کی نماز کے

وقت پر فجر کو روشن کر کے پڑھنا، نمبر ۲: وقت مغرب میں نماز جلدی پڑھنا اور دلیل کے لیے آنحضرت ﷺ کا فرمان (یعنی قولی حدیث) پیش فرماتے ہیں کہ ”تم مغرب کی نماز پڑھو جیسے ہی سورج غروب ہو“ (مجمع الزوائد) اور یہ اصول محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ کے فرمان (حدیث قولی) کو آپ کے عمل (فعلی) پر ترجیح ہوتی ہے۔

(تدریب الراوی ومقدمہ ابن الصلاح)

زُبدۃ الکلام یہ ہے کہ گرمی ہو یا سردی، مسجد محلہ کی ہو یا بازار کی، اذان مغرب کے بعد فوراً نماز شروع کرنا مسنون ہے، اسی پر عمل کیا جائے،

رہا یہ کہ ”پانچ منٹ تک مقتدیوں کا انتظار کرنا“، تو اس بارے میں عبارات فقہاء (مؤید بالحدیث) واضح ہیں کہ اس کو معمول نہ بنایا جائے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو

اس صورت (پانچ منٹ) پر بھی عمل کرنا جائز ہے لیکن بلا عذر خلاف سنت و مستحب معمول کے ترک (چھوڑنے) پر ہمیشگی کراہت سے خالی نہیں ہے اور صاحب مذہب سرتاج المحدثین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عمل کے بھی خلاف ہوگا۔

صاحب مذہب کا عمل:

حضرت یعقوب (یعنی امام ابو یوسف) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاذ) ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا کہ وہ مغرب کی اذان اور اقامت

پڑھتے مگر اذان اور اقامت کے درمیان نہیں بیٹھتے تھے، دیکھیے شرح البدایہ: قال یعقوب رأیت ابا حنیفۃ یؤذن فی المغرب و یمیم ولا یجلس بین الاذان و

الاقامة (ج ۱، ص ۹۰، باب الاذان) اس لیے پانچ منٹ کی تاخیر کے معمول سے احتراز کرنا چاہیے۔ فافہم ولا تقع فی الوهم

نوٹ: باقی اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ کے عمل کی وضاحت کے لیے حضرت مفتی (سیدی وسندی فقیہ العصر اسوۃ اہل البصر سید مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی دامت

فیوضہم) کی تحریر خیر سامی ذیل میں ملاحظہ کر لی جائے۔

کتبۃ الراجی عفور بہ القوی محمد اعظم الہاشمی غفرلہ الغنی بلطفہ الجلی و الخفی

(مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا)

۵/ جمادی ثانیہ ۱۴۲۰ھ

(۱) تصدیق

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

یہ جواب تفصیلی فقہائے احناف اور احادیث کے موافق لکھا گیا ہے، لہٰذا در المجیب فقد اصاب فیما اجاب، اس کے موافق عمل کرنا چاہیے، اذان مغرب

کے بعد وقفہ سے غیر مقلدین کی تائید و رکتوں کے پڑھنے میں ہوتی ہے۔ احقر ناقص العلم والفہم والحمد للہ اکثر اکابر علماء دیوبند، تھانہ بھون، اور مظاہر علوم سہارنپور

رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک زمانہ دراز تک رہنے اور استفادہ کی توفیق نصیب ہوئی ہے، ان سب حضرات کا یہی عمل دیکھنے میں آیا کہ رمضان المبارک کے علاوہ مغرب کی اذان کے بعد بغیر فصل اقامت شروع ہو جاتی تھی کوئی وقفہ نہیں ہوتا تھا، اس سنت اور متواتر عمل کے خلاف معمول بنانا کراہت سے خالی نہیں ہوگا، جیسا کہ اوپر تفصیل سے لکھ دیا گیا ہے۔

ویسے بھی نئی بات کسی مصلحت سے شروع کی جاتی ہے تو وہ فائدہ کی بجائے مسلمانوں میں افتراق و اختلاف کا سبب بن جاتی ہے، اس لیے پہلے عمل کو ہی معمول بنایا جائے دوسرا عمل معمول بنا کر اختلاف کی بنیاد نہ رکھی جائے۔..... فقط واللہ اعلم هذا ما ظہر لی

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ  
جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

۲۵ ج ۲ ۱۴۲۰ھ

## (۲) تصدیق

محقق العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم العالی

صدر مفتی جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

الصواب منحصر فی هذا الجواب و ما کتبہ العلام حضرت فقیہ العصر مدظلہم فہو حق حقیق بالقبول لانہ ہو المعمول۔..... فقط

احقر سید عبدالقدوس الترمذی غفرلہ

۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَوْلَانَا مُفْتًی سَیِّدِ عَبْدِ الْقَدُوسِ تَرْمِذِیِّ

## اضافہ

مغرب کی اذان کے بعد دو رکعت نفل نہیں پڑھنا چاہیے جیسا کہ ذیل میں ملاحظہ ہو:

(۱) حضرت طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۸۲)

(۲) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۲، ص ۴۳۵)

(۳) حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے سوائے مغرب کے۔ (کشف الاستار عن زوائد مسند البراء، ج ۱، ص ۳۳۴)